تزکیۂ نفس کا نبوی طریق

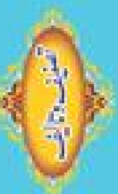
تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس





تزکیۂ نفس کا نبوی طریق

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

تزکیہ نفس کا نبوی طریق



تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن
مدظلہ الاقدس

نام کتاب تزکیہ نفس کا نبوی طریق

تصنیفِ لطیف خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

پرنٹر علی پرنٹرز لاہور

بارِ اوّل مئی 2015ء

تعداد 1000

ISBN: 978-969-9795-12-1



سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس اور امراضِ نفس

موجودہ دور نفس پرستی کا دور ہے۔ اکثریت اللہ تعالیٰ کی بجائے نفس کے بتوں (نفسانی خواہشات کے بت) کی پرستش میں مصروف ہے۔ نفس اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب ہے اگر یہ حجاب درمیان سے ہٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا۔ یہ حالت ''قلبِ سلیم'' کی منزل یعنی نفسِ مطمئنہ پر پہنچ کر حاصل ہوتی ہے۔ ریاکاری، نفاق، حُبِ دنیا، حُبُ الشّہوات، بغض، کینہ، حسد، غصہ، شہوتِ معدہ، شہوتِ عزوجاہِ دنیا، زنا، مال و دولت اور زر پرستی، طمع، حرص، لالچ، جھوٹ، بہتان، گلہ گوئی، غفلت، تکبر، انانیّت، عُجب یعنی خود پسندی، فخر و غرور، بُخل، غیبت، عصبیّت، قوم پرستی، قبیلہ پرستی، مسلک یا فرقہ پرستی، ظلم وتشدّد[1]، اپنے اپنے علاقہ، قبیلہ اور قوم کی محبت، اپنے مذہبی، سیاسی رہنماؤں کی محبت' خواہ شیطان کے چیلے ہوں، نفس کے امراض ہیں۔ یاد رہے شیطان بھی نفس ہی کو استعمال کر کے برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ نفس کا تزکیہ ہوسکتا ہے لیکن شیطان کا تزکیہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسی انسان کو کامیاب قرار دیا ہے جو نفس کا تزکیہ کر کے اِن امراض سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور اُس کی عبادت ہی مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] نفس کے امراض کے تفصیلی مطالعہ کے لیے اس عاجز کی تصنیف ''نفس کے ناسور'' کا مطالعہ فرمائیں

❁ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی (سورہ اعلیٰ۔14)

ترجمہ: تحقیق وہ فلاح پا گیا جس (کے نفس) کا تزکیہ ہو گیا۔

❁ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا (سورہ الشمس۔9)

ترجمہ: وہ فلاح پا گیا جس نے (اپنے نفس کا) تزکیہ کر لیا۔

نفسانی خواہشات کے پیچھے بھاگنا دراصل نفس پرستی ہے اور یہ بھی بت پرستی کی ہی قسم ہے نفسانی خواہشات (برائیوں، بیماریوں) کی اتباع کرنا شرک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے شرکِ عظیم قرار دیا ہے قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

❁ اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ O (الجاثیہ۔23)

ترجمہ: کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے نفسانی خواہشات کو اپنا معبود (خدا) بنا رکھا ہے۔

❁ اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ ط (الفرقان۔43)

ترجمہ: کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے نفسانی خواہشات کو اپنا معبود (خدا) بنا رکھا ہے۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے:

میں جو سربسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نفس سے جنگ کر کے اِس کا تزکیہ کرنے کو جہادِ اکبر کا نام دیا ہے اور جب نفس اِن تمام بیماریوں اور بتوں سے نجات پا لیتا ہے تو اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ سب بیماریاں، برائیاں، خواہشات، شہوات[1] باطن سے نکل نہیں جاتیں اس

---

[1] تفصیلات کے لیے ''نفس کے ناسور'' کا مطالعہ فرمائیں

وقت تک نفس کا تزکیہ نہیں ہو سکتا اور جب نفس کا تزکیہ مکمل ہو کر انسان ان تمام برائیوں سے نجات پا کر پاک ہو جاتا ہے تو اس کا قلب (باطن) انوارِ الٰہی سے جگمگا اٹھتا ہے اور پھر وہ خالص اپنے ربّ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔

لیکن یہ نفس کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کو بڑا عجیب بنایا ہے۔ یہ خواہشات کی آماجگاہ ہے، ہر طرح کی بُری خواہشات اور باغیانہ خیالات اسی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کے متعلق ابھارتا ہے اور یہی شہوت کے وقت حیوانوں جیسی حرکتیں کرتا ہے۔ غصہ میں درندوں کی طرح اظہارِ وحشت کرتا ہے، جب بھوکا ہوتا ہے تو حلال و حرام کی تمیز کھو دیتا ہے اور جب سیر ہوتا ہے تو باغی، سرکش اور متکبر ہو جاتا ہے۔ مصیبت کے وقت بے صبروں کی طرح آہ و زاری کرتا ہے غرضیکہ انسان کا نفس کسی حال میں بھی خوش نہیں رہتا۔ انسان کو ہر وقت نت نئے فتنوں میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے اور جو اس کو قابو میں لاتا ہے وہی ''وصالِ الٰہی'' کی منزل تک پہنچتا ہے۔ لیکن اس کو مارنا بڑا ہی مشکل ہے اور نفس کا مرنا ہی دل کی حیات ہے۔ نفس کیا ہے؟ نفس انسانی بدن میں ایسا چور ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا۔ نفس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ انسانی وجود کے لئے نفس اور شیطان دو ایسی قوتیں ہیں جو ہمیشہ فطرتِ انسانی کو گناہوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ شیطان جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی ہوا تو اُس نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی دشمنی اور اس کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جب آدم علیہ السلام کا بت تیار ہو چکا تو شیطان نے حسد اور نفسانیت کی وجہ سے اس پر تھوک دیا۔ یہ تھوک حضرت آدم علیہ السلام کے ناف کے مقام پر جا پڑی جس سے آدم کے وجود میں نفس کی بنیاد پڑی۔ نفس شیطان کا قدیمی

ہتھیار ہے اور وہ بنی آدم کے وجود میں نفس کے اِسی مورچے سے زہر بھرے تیر چلا کر انسان کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر یہی نفس شیطان کے اثر سے نکل کر بنی آدم کے کنٹرول میں آ جائے تو اللہ اور بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے۔ نفس کے چار مراتب یا حالتیں ہیں: ☆ نفسِ امارہ۔ ☆ نفسِ لوامہ۔ ☆ نفسِ ملہمہ۔
☆ نفسِ مطمئنہ۔

جوں جوں طالب مرشد کامل اکمل کی صحبت میں ''ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ نفس کا تزکیہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اوّل نفسِ امارہ ہوتا ہے۔ اسے نفسِ امارہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر وقت برائی کا امر کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتا ہے:

۞ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (سورہ یوسف۔53)

ترجمہ: بیشک نفسِ امارہ بُرائی کا امر کرتا ہے۔

یہ نفس کفار، مشرکین، منافقین، فاسقین، فاجر اور دنیادار لوگوں کا ہوتا ہے۔ اگر اس کی اصلاح اور تربیت نہ کی جائے تو یہ اپنی سرکشی، بغاوت اور طغیان میں ترقی کرتا ہے اور انسان سے حیوان، حیوان سے درندہ بلکہ مطلق شیطان بن جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نفس کی باطنی بیماری لاعلاج ہو جاتی ہے اور وہ بالآخر ہلاک ہو جاتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نفسِ امارہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

1۔ نفس (امارہ) مملکتِ وجود میں بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیرِ اعظم جو ہر وقت مصلحت اندیشی اور خود پرستی کی منصوبہ بندی کرتا رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

2۔ نفس (امارہ) کے تین حروف ہیں 'ن' 'ف' 'س'۔ حرف 'ن' سے نیتِ بد، نالائق،

ناطالب، ایمان کش، ناقص اور ناپسند۔ حرف 'ف' سے فریبی، فتنہ پرور، فضیحت پسند، فساد کش اور فاجر۔ حرف 'س' سے سخت، آہن وسنگ سے زیادہ سخت مخالفِ رحمٰن۔ یہ حقیقت نفسِ امارہ کی ہے جس کے مالک کفار، منافق، کاذب اور ظالم دنیادار لوگ ہیں۔

3۔ ایک پنجابی بیت میں نفسِ امارہ کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صُورت نفس امارہ دِی، کوئی کتا گلّر کالا ھُو
کُوکے نُوکے لہو پیوے، منگے چَرب نوالا ھُو
کھبّے پاسوں اندر بیٹھا، دِل دے نال سنبھالا ھُو
ایہہ بدبخت ہے وَڈّا ظالم باھُوؒ، اَللّٰہ کرسی ٹالا ھُو

مفہوم: نفسِ امارہ کی صورت اور حالت اس سیاہ رنگ کے کتے کے بچے کی طرح ہے جو ہر وقت بھوک کے مارے ٹوں ٹوں کرتا رہتا ہے اور مزیدار اور لذیذ غذا کھانے پینے کو مانگتا رہتا ہے۔ (اپنی خواہشات اور شہوات کی تکمیل کے لیے ہر وقت سرگردان رہتا ہے) یہ دل کے بائیں جانب مورچہ لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور جب موقع ملتا ہے (دل ذکرِ اَللّٰہُ سے فارغ ہوتا ہے) حملہ شروع کر دیتا ہے۔ یہ نفس ایسا بدبخت اور ظالم ہے کہ اللہ پاک ہی اس کے شر سے بچا سکتا ہے۔

اور اگر نفس کی اصلاح اور نیک تربیت شروع ہو جائے تو وہ بتدریج باطن میں عالمِ ملکوت اور حیاتِ طیبہ کی طرف ترقی کرتا ہے اور اس انسان کا نفس امارہ سے لوامہ ہو جاتا ہے۔ لوامہ کے معنی ہیں ملامت کرنے والا۔ یعنی گناہ پر انسان کو اپنا نفس ملامت کرتا ہے اور پشیمانی دلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدِ غیبی اور توفیقِ باطنی چونکہ ایسے نفس کے شاملِ حال رہتی ہے لہٰذا گناہ پر نفس انسان کو شرمسار کرتا رہتا ہے۔ ایسے نفس کو موت، روزِ

قیامت اور حساب کتاب وغیرہ ہر وقت یاد رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانی روزِ قیامت کے ساتھ ایسے نفس کی بھی قسم اٹھاتا ہے:

❁ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۔(القیٰمۃ 1-2)

ترجمہ: ’’خبردار! میں قسم کھاتا ہوں روزِ قیامت کی اور نیز قسم کھاتا ہوں نفسِ لوامہ (گناہوں پر ملامت کرنے والے نفس) کی۔

اسکے بعد نفس کا جب تزکیہ ہوتا ہے تو وہ لوامہ سے ملہمہ ہو جاتا ہے۔ ایسا نفس گناہ کے ارتکاب سے پہلے اہلِ نفس کو تائیدِ غیبی سے الہام کرتا ہے کہ خبردار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ گناہ سے باز آ جاوَ۔ ایسے نفس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

❁ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (نازعات 40-41)

ترجمہ: ’’اور جو شخص قیامت کے روز اللہ کے روبرو حساب کے لئے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اُس نے اپنے نفس کو شہوات اور خواہشاتِ نفسانی سے باز رکھا پس ایسے شخص کا ٹھکانہ بیشک بہشت ہے۔‘‘

یہ نفسِ ملہمہ انسان کو ارتکابِ گناہ کے وقت تائیدِ غیبی کے ذریعے یا الہام سے گناہوں اور غلط کاموں سے روکتا ہے اور یہ الہام مختلف طریقوں سے ہوا کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسان کو صحیح دلیل اور خیال کے ذریعے گناہ سے روکتا ہے۔ بعض کو غیب سے الہام کے ذریعے بے صوت و آواز القا ہوتا ہے اور بعض دفعہ خواب کے ذریعے آگاہ کیا جاتا ہے جس سے انسان کے دل میں خوفِ خدا موجزن ہو جاتا ہے اور انسان گناہ سے باز آ جاتا ہے۔ اس کے بعد جب نفس باطن میں ترقی اور عروج حاصل کرتا ہے اور اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ ’’نفسِ مطمئنہ‘‘ ہو جاتا ہے۔ گویا نفس اس ازلی راہزن شیطان اور اپنے امراض سے

نجات پا کر اپنی منزل دارالامان اور منزلِ حیات تک پہنچ کر اپنے مقصود کو پا لیتا ہے۔ جو مقامِ لا تخف ولا تحزن (خوف وغم سے امن کا مقام) ہے۔

❁ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس۔62)

ترجمہ: بے شک اولیاء کرام کو نہ تو کوئی غم ہوتا ہے اور نہ کوئی خوف۔

ایسے نفس والا سالک اللہ تعالیٰ کا دوست اور مقرب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ ایسے اہلِ نفسِ مطمئنہ کے حق میں فرماتا ہے:

❁ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ (الفجر 27-30)

ترجمہ: ''اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف۔ ایسی حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اُس سے راضی ہے۔ پس میرے بندگانِ خاص کے حلقے میں شامل اور میری بہشتِ قرب ووِصال میں داخل ہو جا''۔

ایسا پاکیزہ نفس انبیاء اور اولیاء کا ہوتا ہے۔ نفس کی یہ باطنی شخصیت بہت ارفع اور اعلیٰ ہوتی ہے۔ اور یہ تمام مراتب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور اور صحبتِ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ ظاہری عبادات سے نفس کو یہ مرتبہ اور مقام ہرگز حاصل نہیں ہوتا خواہ ساری عمر زہد وعبادت سے کمر کبڑی ہو جائے اور سوکھ کر کانٹا ہو جائے۔ بلکہ ظاہری عبادات کی کثرت سے نفس سرکشی اختیار کر کے تکبر وانانیت کی گرفت میں آجاتا ہے۔ ابلیس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نفسِ مطمئنہ کے بارے

میں فرماتے ہیں:

❁ ''نفسِ مطمئنہ کے بھی تین حروف ہیں 'ن' 'ف' 'س'۔ حرفِ 'ن' سے نالد یعنی دن رات خوفِ خدا میں رونے والا' نہی یعنی اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ باتوں سے پرہیز کرنے والا اور نیکی پھیلانے والا۔ نانِ حلال یعنی نیک کمائی کھانے والا' اطاعت بے ریا اختیار کرنے والا' ایمان کی سلامتی والا' ناصر التوفیق یعنی توفیقِ الٰہی سے مدد کیا ہوا اور ذکر فکرو اشغالِ اللہ یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مدد سے مراقبہ و معرفت و مشاہدۂ نور میں مستغرق۔ نفس جب نورِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے تو مغفور ہو کر نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ حرف 'ف' سے فخرِ دین' کفر و اسلام کے درمیان 'فرق' کرنے والا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ترجمہ: ''یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا مولیٰ کوئی نہیں۔'' اہلِ نفسِ مطمئنہ حق الیقین کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے اور صاحبِ حق الیقین اسے کہتے ہیں کہ جسے استغراقِ حق حاصل ہو اور وہ باطل کی طرف متوجہ نہ ہو۔ حق اسلام ہے اور باطل کفر ہے اسلام کی بنیاد فقر اور معرفتِ الٰہی ہے۔ کفر کی بنیاد درہمِ دنیا ہے، بدعت کی بنیاد حُبِّ دنیا ہے اور ہدایت کی بنیاد حُبِّ الٰہی ہے۔ اور حرف ''س'' سے سر راستی' راہ با استغراقِ الہ یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق، بظاہر مشغولِ سجدہ سجود لیکن بباطن غرق فنا فی اللہ با معبود۔ ان صفات سے متصف نفسِ مطمئنہ انبیاء و فقراء کا ہوتا ہے اور بہت کم صاحبِ ولایت اولیاء کا ہوتا ہے۔
(کلید التوحید کلاں)

❁ نفسِ مطمئنہ ایک سواری ہے جس کی رسائی رازِ الٰہی تک ہے اور یہ مشاہدہ توحیدِ حق تک پہنچاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✿ تابع نفس (نفسِ مطمئنہ) پیاری جان سے بہتر دوست ہے۔ نفس کو احمق و بے تمیز لوگ کیا جانیں؟ (عین الفقر)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے پنجابی بیت میں نفسِ مطمئنہ کے بارے فرماتے ہیں:

ایہو نفس اساڈا بیلی، جو نال اساڈے سِدّھا ھُو
زاہد عالم آن نوائے، جِتھے ٹکڑا ویکھے تھدّا ھُو
جو کوئی اِس دی کرے سواری، اُس نام اللّٰہ دا لِدّھا ھُو
راہ فقر دا مشکل بَاھُوؒ، گھر ما نہ سیرا رِدّھا ھُو

مفہوم: یہ نفس اب مطمئنہ ہو کر ہمارا دوست اور ساتھی بن چکا ہے اور اب ہمارے ساتھ صراطِ مستقیم پر ہے۔ جبکہ اسی نفس نے ''امارہ'' کی حالت میں کئی عالموں' فاضلوں اور زاہدوں کو خواہشات کا غلام' مال و دولت اور شہرت کا حریص بنا دیا ہے۔ جس نے مرشد کامل سے اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کر لیا تو اس کے ذکر اور تصور سے اس کا نفس امارہ سے مطمئنہ ہو گیا۔ فقر کے راستہ میں بڑے مشکل مراحل' منازل اور آزمائشیں ہیں یہ کوئی اماں جی کا گھر میں پکا پکایا حلوہ نہیں ہے کہ اسے آسانی سے کھا لیا جائے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دائرہ ''ناسوت'' (عالمِ خَلق) میں نفس ''امارہ'' ہوتا ہے دائرہ ''طریقت'' میں نفس ''لوامہ'' ہوتا ہے دائرہ ''حقیقت'' میں نفس ''مُلہمّہ'' ہوتا ہے دائرہ ''معرفت'' (عالمِ لاھُوت) میں نفس ''مطمئنہ'' ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

پھر جیسے جیسے نفس کا تزکیہ ہوتا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ تصفیۂ قلب، تجلّیۂ روح بھی ہوتا چلا

جاتا ہے اور فقر کی منازل بھی طے ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس کا تفصیلاً تذکرہ سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے اپنی تصنیف سرّ الاسرار میں فرمایا ہے۔ اس کو ہم مختصراً ایک گوشوارہ کی صورت میں درج کر رہے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

	عالم، دائرہ یا جہان	مرتبہ نفس	متعلقہ علم	مرتبہ روح	صورت تجلی	مرتبہ عقل	کامیابی کی صورت میں جنت
1	عالمِ ناسوت (عالمِ خلق)	امارہ	علم شریعت	روحِ جسمانی	تجلّی آثار	عقلِ معاش	جنتُ الماویٰ
2	عالمِ ملکوت	لوامہ	علمِ طریقت	روحِ نورانی	تجلی افعال	عقلِ معاد	جنتُ النعیم
3	عالمِ جبروت	ملہمہ	علمِ حقیقت	روحِ سلطانی	تجلی صفات	عقلِ روحانی	جنتُ الفردوس
4	عالمِ لاھُوت (عالمِ احدیت)	مطمئنہ	علم معرفت	روحِ قدسی	تجلی ذات	عقلِ کُل	جنتُ القرب

تزکیۂ نفس کے لیے صوفیاء کرام اور علماء کرام بہت سے طریقوں، مشقوں، مشقتوں، چلہ کشی، مجاہدوں اور ریاضتوں کا ذکر کرتے ہیں لیکن تزکیہ نفس کے لیے وہی طریقہ سب سے اعلیٰ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ تزکیہ نفس کے لیے اس سے اعلیٰ وارفع طریقہ کوئی اور نہیں ہے۔

تزکیہ نفس کا نبوی طریق

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے میری خیریت پوچھی کہ اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور ان کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں اور جب آپ جنت دوزخ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور دل میں ایمان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یاد نہیں رہتا اور دل اللہ کی محبت اور عشق سے لبریز ہو جاتے ہیں لیکن جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اور نظر کے سامنے سے ہٹ کر دنیاوی کاموں یعنی گھروں اہل و عیال اور مال و جائیداد میں مصروف ہو جاتے ہیں تو یہ حالت برقرار نہیں رہتی۔ دل میں اللہ سے محبت کی بھی وہ حالت نہیں رہتی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا بخدا ہماری بھی یہی حالت ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کیسے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب میں آپ کی نگاہ کے سامنے آپ کی بارگاہ میں ہوتا ہوں تو میرے ایمان کی حالت کچھ اور ہوتی ہے اور جب ہم اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہمارے دل

میں ایمان کی حالت وہ نہیں رہتی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہاری حالت ہمیشہ ایسی ہی رہے جیسی کہ میرے پاس اور میری محفل میں ہوتی ہے تو فرشتے آرام گاہوں اور راستوں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! یہ گھڑی کبھی کبھی میسر آتی ہے'' (یعنی یہ صرف میری صحبت اور نظر کے سامنے ہی میسر آتی ہے)۔

❁ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ محبت نہیں رکھتا۔ تو یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا کہ حضور! میں اپنے اندر یہ کیفیت محسوس نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا اب تم کیا محسوس کرتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ فوراً بول اٹھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اب میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

قرآنِ پاک میں تزکیۂ نفس کے نبوی طریق کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

☆ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (الجمعہ۔2)

ترجمہ: ''وہی اللہ جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیاتِ قرآنِ پاک اور (اپنی نگاہِ کامل سے) ان کا تزکیہ نفس (نفسوں کو پاک) کرتا ہے اور انہیں کتاب کا علم اور حکمت (علمِ لدّنی) سکھاتا ہے''۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآنِ پاک کی تعلیم دیتے پھر نگاہِ کامل سے ان کا تزکیہ فرماتے تاکہ اُن کے قلوب پاک ہو کر قرآن کے نور کو جذب کرنے کے اہل ہو سکیں۔ اور پھر جب نفس کا تزکیہ ہو جاتا تو تصفیۂ قلب خود بخود ہو جاتا اور جلوۂ حق آئینۂ دِل میں صاف نظر آنے لگتا اور دِل جلوۂ حق کے لیے بے قرار رہنے لگتا۔ یہ بے قراری دراصل عشقِ الٰہی کا آغاز ہے اور یہ عشق و محبت کا شعلہ اچھی صحبت ہی سے بھڑکتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذکرِ اَللّٰہُ نصیب ہوا اور ذکرِ اَللّٰہُ (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے ذریعے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ظاہر و باطن پاک و طاہر ہو گیا اور ان کے اندر معرفتِ الٰہی کی سچی تڑپ پیدا ہوئی تو آقا دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لطف و کرم اور عطا کا پیالہ پلا دیا اور اس کے پینے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یُزَکِّیْهِمْ کا مرحلہ طے ہو گیا اور نفوس کا تزکیہ ہو گیا اور جب نفس پاک ہو گئے تو اس قابل ہو گئے کہ انہیں یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کے مرحلے سے گزارا جائے ان کے دِل اتنے پاک اور وسیع ہو گئے کہ قرآنِ پاک اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حکمت کا شیریں اور خالص دودھ ڈال کر لبالب بھر دیا گیا۔

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ اور یُزَكِّیْهِمْ کے درمیان ''وَ'' ہے جو دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر رہی ہے اور قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارک سے یہ بات بڑی اچھی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تزکیہ علیحدہ چیز ہے اور تعلیمِ قرآن علیحدہ۔ کیونکہ اس آیتِ مبارکہ میں یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علمِ قرآن یعنی ''علمِ تزکیہ'' عطا کرنا اور یُزَكِّیْهِمْ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''حالتِ تزکیہ'' عطا کرنا ہے اور ''علمِ تزکیہ'' اور ''حالتِ تزکیہ'' میں بڑا فرق ہے اور ان دونوں کو جمع کرنے

سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ ’’حالتِ تزکیہ‘‘ عطا کرنے کے واقعات کا تذکرہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اور پھر ان کو وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (کتاب کا علم اور علمِ حکمت یعنی علمِ لدنی سکھایا جاتا ہے)۔ تزکیہ نفس کے بعد معرفتِ حق تعالیٰ حاصل ہو جاتی ہے اور تمام کائنات اُن کے تصرف میں آجاتی ہے اس کی مثال حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت برخیا کی ہے جنہوں نے پلک جھپکنے سے بھی قبل تختِ بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا تھا۔ قرآنِ پاک ان صحابی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ’’ان کے پاس کتاب کا علم تھا۔‘‘ یہی وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی حالت ہے جو تزکیہ نفس کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

اور پھر ہم بہت سے حیران و پریشان لوگوں کے بارے میں سنتے ہیں کہ وہ قرآنِ حکیم کو پڑھتے ہیں بلکہ قرآن کے حافظ ہیں اس کے علاوہ بہت سے علوم سے اور خاص کر تزکیہ کے بارے میں علم بھی رکھتے ہیں اور وہ شیطانی اور نفسانی وساوس کے بارے میں جانتے بھی ہیں اور اس کے بارے میں لمبی لمبی تحریریں لکھتے اور تقریریں کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود عبادات کے دوران مختلف قسم کے وساوس اور تصورات سے نجات نہیں پا سکتے کیونکہ انہیں تعلیمِ تزکیہ تو حاصل ہے لیکن ’’حالتِ تزکیہ‘‘ حاصل نہیں ہوئی۔

اس طرح اہلِ تصوف میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے تصوف کی کتب پڑھ کر علمِ تزکیہ کے بارے میں جان لیا یا کسی مرشد کے مریدین کے پاس بیٹھ کر اُن کی گفتگو سے تصوف کے بارے میں اور تزکیۂ نفس کے بارے میں علم حاصل کر لیا یا کسی مرشد کے بیعت تو ہو گئے لیکن طلبِ ناقص کی وجہ سے مشاہدہ اور راہِ سلوک کی منازل طے نہ کیں۔ اُن کو بھی ’’تعلیمِ تزکیہ‘‘ تو حاصل ہے لیکن ’’حالتِ تزکیہ‘‘ نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''تزکیہ نفس'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ، صحبت اور محفل پاک سے حاصل کیا اور فرمایا گیا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس طرح نورِ معرفتِ حق کا یہ خزانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کو پھر تبع تابعین کو صحبت سے منتقل ہوا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت تا قیامت قائم رہنے والی ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقراء اور عارفین کو اپنا جانشین بنایا ہے اور انہیں لوگوں کا تزکیہ نفس کرنے کا علمِ نور عطا فرمایا ہے۔

جس طرح طبِ جدید میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ انسان خود اپنا علاج نہیں کر سکتا خواہ وہ میڈیکل کی کتنی ہی کتب کیوں نہ پڑھ ڈالے بلکہ اسے علاج کے لئے اسی مرض کے سپیشلسٹ کے پاس جانا پڑے گا۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کسی مردِ ولئ کامل کے بغیر کتاب وسنت کا محض مطالعہ کرنے سے ہی تزکیہ نفس ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی علم محض کتب پڑھ کر حاصل نہیں ہوتا اس کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر صرف کتاب کا مطالعہ ہی کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کا طویل سلسلہ نہ بھیجتا۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ محض قرآنِ کریم کی تلاوت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک اپنے نفوس کا علاج نہیں کر سکتے تھے بلکہ وہ بھی محمدی شفا خانہ میں حاضر ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے نفوس کا تزکیہ فرماتے اور ان کو نگاہ سے علم وحکمت یعنی علمِ لدّنی عطا فرماتے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ مبارکہ ہیں:

☆ میری امت کے آخری دور میں اس طرح ہدایت پہنچے گی جیسے میں تمہارے

درمیان پہنچا رہا ہوں۔ (مسلم)

☆ ومن مات لیس فی عنقہ بیعۃ جاھلیۃ

ترجمہ: جو کوئی اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت کا طوق نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (روایت ابنِ عمرؓ)

☆ جس نے اپنے زمانے کے امام کو ادراکِ قلبی (باطن کے ذریعہ) سے دریافت نہ کیا پس تحقیق وہ جہالت کی موت مرے گا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور ان کے مخالفین ہرگز ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے تو وہ اسی حالت پر قائم ہوں گے''۔ (مسلم و بخاری)

پس جس نے ان کی نصرت و اعانت کی وہ دین کا معین اور مددگار رہا اور جن لوگوں نے ان کی غلامی کی زنجیر گلے میں ڈالی وہ فلاح پا گئے۔

یوں تو اولیاء فقراء اور عارفین سے دنیا کا کوئی گوشہ بھی خالی نہیں ہے اور لوگ ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور ان کی صحبت، نگاہ اور توجہ، مجرب اور تریاق اور اصلاحِ نفوس، تہذیبِ اخلاق، عقیدہ کی پختگی اور رسوخِ ایمان کے لئے مؤثر عملی علاج ہے۔ کیونکہ یہ عملی اور وجدانی خصائل ہیں جنہیں اتباع، پیروی، قلبی تعلق اور روحانی تاثیر سے حاصل کیا جاتا ہے۔

ایسے بے شمار واقعات احادیث اور اولیاء کرام کی تعلیمات میں موجود ہیں اور اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفسی، قلبی اور روحانی امراض کا علاج خود کر سکتے ہیں اور محض قرآنِ پاک کی تلاوت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیثِ مبارکہ پڑھ کر ان بیماریوں سے خلاصی پا سکتے ہیں کیونکہ کتاب و

سنت میں قلبی ونفسانی علاج کیلئے مختلف قسم کی ادویات کا ذکر ہے۔لیکن ان ادویات کے استعمال کا طریقہ کوئی طبیب (مرشدِ کامل) ہی بتلا سکتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے مرشدِ کامل کو طبیب کہا ہے۔

۞ ''مرشد طبیب (ڈاکٹر) کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل۔'' (عین الفقر)

یعنی نفس کے امراض کا علاج کوئی مردِ کامل ہی اپنی نگاہِ کامل سے کرسکتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کامل مُرشد ایسا ہووے، جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ھُو
نال نگاہ دے پاک کریندا، وِچ سجی صبون نہ گھتے ھُو
میلیاں نوں کر دیندا چِٹا، وِچ ذرّہ میل نہ رَکھے ھُو
ایسا مرشد ہووے باھُو جیہڑا، لوں لوں دے وِچ وَسے ھُو

مفہوم: آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو وردو وظائف، چلہ کشی، رنجِ ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی راہ دکھا کر اور صرف نگاہِ کامل سے تزکیۂ نفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے خواہشاتِ دنیا اور نفس سے نجات دلا کر غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے۔ایسا مرشد تو طالب کے لُوں لُوں میں بستا ہے۔

۞ حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دین مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دیں از نظر

ترجمہ: ''اے بے خبر! دین کتابوں میں تلاش نہ کر، علم و حکمت تو کتب سے مگر دین نظر سے ملتا ہے''۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں ہے
تیرا علاج ''نظر'' کے سوا کچھ اور نہیں ہے

☆☆☆☆

فقط ''نگاہ'' سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

مرشدِ کامل اکمل بھی وہ ہو جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نہ صرف علم اور تصرف رکھتا ہو بلکہ صاحبِ مسمّٰی اسمِ اَللّٰہُ ذات ہو۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اسی مرشد کی صحبت میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بارے میں فرماتے ہیں:

☆ ''جس شخص کا نفس ابتدا میں سرکش اور امارہ ہوتا ہے تو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق کرنے سے پہلے لوامہ بنتا ہے، پھر ملہمہ اور آخر میں مطمئنہ بن جاتا ہے''۔ (کلید التوحید کلاں)

☆ ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق سے آدمی کے وجود میں نفس بیمار ہو جاتا ہے گویا اُسے خَسرے کی بیماری لاحق ہوگئی ہے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفس کو ایسی بے قراری لاحق ہو جاتی ہے کہ اسے کسی پل آرام نہیں آتا بلکہ اس کی ہستی ہی مٹ جاتی ہے۔ یہ نافرمان نفس (نفسِ امارہ) فرمانبردار (نفسِ مطمئنہ) بن جاتا ہے اور پھر ایک غلام کی طرح ہمیشہ زیرِ فرمان رہتا ہے''۔ (کلید التوحید کلاں)

جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت' نگاہ اور توجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں انوار و یقین کو اجاگر کرتی اور نفوس میں ایمان کی چنگاری کو روشن کرتی اور ان کی روحوں کو مقدس

فرشتوں کی سطح سے بھی بلند کر کے ان کے دلوں کو مادی آلودگیوں سے پاک کرتی اور ان کو دیدارِ الٰہی کی نعمت سے ہمکنار کرتی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشینوں کی نگاہ، توجہ اور صحبت نفوس کو پاک کرتی ہے اور ایمان میں زیادتی کا باعث اور زنگ آلود قلوب کو صیقل کر کے ان میں اللہ تعالیٰ کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ ان لوگوں کی مجالس اور محفل سے دوری غفلت کا سبب اور دل کا دنیا میں مشغول ہونے اور اس ناپائیدار زندگی کی طرف رجحان کو بڑھاتی ہے۔ کوئی بھی انسان نفس کے امراض سے نہ تو خالی ہے اور نہ ہی ان کی تشخیص بذاتِ خود کر سکتا ہے۔ کوئی بھی انسان نفس کے امراض یعنی ریاکاری، نفاق، حُبِّ دنیا، حُبُّ الشَّہوات، بغض، کینہ، حسد، غصہ، شہوتِ معدہ، شہوتِ عز و جاہِ دنیا، زنا، مال و دولت اور زر پرستی، طمع، حرص، لالچ، جھوٹ، بہتان، گلہ گوئی، غفلت، تکبر، انانیّت، عجب یعنی خود پسندی، فخر و غرور، بُخل، غیبت، عصبیّت، قوم پرستی، قبیلہ پرستی، مسلک یا فرقہ پرستی، ظلم و تشدد، اپنے اپنے علاقہ، قبیلہ اور قوم کی محبت، اپنے مذہبی، سیاسی رہنماؤں کی محبت خواہ شیطان کے چیلے ہوں، سے خالی نہیں۔ جب تک ان میں سے ایک بھی بت قلب (باطن) میں ہے، کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

لیکن آج کل کے انسان کی حالت تو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو دین، ایمان اور تقویٰ میں سب سے راسخ اور کامل سمجھتا ہے اور یہ جہالت اور گمراہی ہے جیسے کہ ارشادِ خداوندی ہے:

❁ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ۝ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ۝ (الکہف۔ 104-103)

ترجمہ: ’’(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیجیے کیا ہم مطلع کریں ان لوگوں کو جو اعمال کے لحاظ سے گھاٹے میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دینوی زندگی کی آراستگی میں کھوگئی اور وہ یہی خیال کر رہے ہیں کہ وہ بہت عمدہ کام کر رہے ہیں‘‘۔

امامِ صدیقین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا یہ فرمان اِس حقیقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے کہ تزکیہ نفس کے نبوی طریق کے علاوہ کوئی اور طریقہ کارگر نہیں ہے:

لَا یُصْلِحُ آخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِهَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلِهَا۔ (راوی امام مالکؒ)

ترجمہ: امت کے آخری حصہ کی اصلاح اسی طریقہ پر ہوگی جس طریقہ پر امت کے پہلے حصہ کی اصلاح ہوئی تھی۔

یاد رکھیں!

تزکیہ......ایک باطنی قوت ہے۔ جو شخص خیر، بھلائی یا نیکی کا کام کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے جس قوت کی ضرورت پیش آتی ہے وہ تزکیہ ہے۔ پہلے اپنا تزکیہ کریں اور اپنے آپ کو درست کریں، دوسروں کا تزکیہ کرنا اور دوسروں کو درست کرنا بعد کی بات ہے۔

تزکیہ نفس سے مراد نفس کو امراضِ نفس اور خواہشاتِ نفس سے اس طرح پاک کرنا ہے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نگاہِ کاملہ سے صحابہ کرام کے نفوس کو پاک کیا۔ قرآن وحدیث اور دیگر کتب کے مطالعہ سے علم تزکیہ تو حاصل کیا جا سکتا ہے مگر حالتِ تزکیہ نہیں۔ حالتِ تزکیہ کے حصول کے لیے مرشد کامل اکمل کی ضرورت ہے اور مرشد بھی وہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے عین مطابق نفس کا تزکیہ کر کے انسان کو خواہشاتِ نفسانی اور امراضِ نفس سے پاک کرے اور قربِ حق کی منازل طے کرائے۔

زیرِ نظر کتاب خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیفِ لطیف ہے جو حالتِ تزکیہ کے خواہشمندوں اور طلبگاروں کے لیے بہترین تحفہ ہے۔



سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ (۱۱) اکھانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 54790

Tel: 042-35436600, 0322-4722766

www.sultan-bahoo.com

www.sultan-ul-arifeen.com

ISBN: 978-969-9795-12-1



9 789699 795121

Rs:50.00

www.sultan-ul-faqr-publications.com

E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

/SultanBahoo.SultanulFaqr /+Sultanbahoo-Sultan-ul-Arifeen

تزکیہ نفس کا نبوی طریق



خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس